نبی کریم ﷺ کو نبوت کب ملی؟

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سیدنا میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ (عبداللہ بن ابی جدعاء تمیمی) فرماتے ہیں:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتٰى كُنْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ : كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ .

''میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! (تقدیر میں) کب سے لکھا گیا تھا آپ نبی ہیں؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح وجسم کے مراحل میں تھے، میری نبوت لکھی جا چکی تھی۔''

(التاريخ الكبير للبخاري : ٣٧٤/٧، مسند الإمام أحمد : ٥٩/٥، المعجم الكبير للطبراني : ٣٥٣/٢٠، القدر للفريابي : ١٧، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا سَنَدٌ قَوِيٌّ .

''یہ سند قوی ہے۔''

(الإصابة في تمييز الصحابة : ١٨٩/٦)

امام حاکم رحمہ اللہ (۲/۶۰۸۔۶۰۹) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔ نیز حافظ ذہبی نے اسے «صَالِحُ السَّنَدِ» کہا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء : 384/7)

ایک صحابی بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَتٰى جُعِلْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ : وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ .

''میں نے پوچھا کہ اللہ کے رسول! (تقدیر میں) کب لکھا گیا کہ آپ نبی ہیں؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح وجسم کے مراحل میں تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٦٦/٤، ٣٧٩/٥، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَنَدُهٗ صَحِيحٌ .

''اس کی سند ''صحیح'' ہے۔''

(الإصابة في تمييز الصحابة : ١٨٩/٦)

فائدہ:

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۲۳۸۔۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ قَائِلٌ : وَكَيْفَ تَقْبَلُونَ مِثْلَ هٰذَا عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ أَفْصَحُ الْعَرَبِ، وَفِيهِ مَا يُنْكِرُهٗ أَهْلُ اللُّغَةِ جَمِيعًا، لِأَنَّ «بَيْنَ» عِنْدَهُمْ لَا تَكُونُ إِلَّا لِاثْنَيْنِ، وَلَا يَكُونُ لِوَاحِدٍ؟ فَكَانَ جَوَابُنَا لَهٗ فِي ذٰلِكَ : أَنَّ الْأَمْرَ كَمَا ذَكَرَ، وَلٰكِنَّ الْوَاحِدَ إِذَا وُصِفَ بِوَصْفَيْنِ، دَخَلَ بِذٰلِكَ فِي مَعْنَى الِاثْنَيْنِ، وَجَازَ أَنْ يُّسْتَعْمَلَ فِيهِ مَا فِي الِاثْنَيْنِ، وَمِنْ ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ

وَجَلَّ : ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ﴾ (الأنفال : ٢٤)، وَالْمَرْءُ وَقَلْبُهٗ وَاحِدٌ، وَلٰكِنْ لَّمَّا وُصِفَ بِغَيْرِ مَا وُصِفَ بِهٖ قَلْبُهٗ، صَارَ فِي مَعْنَى الِاثْنَيْنِ، فَكَذٰلِكَ آدَمُ لَمَّا كَانَ فِي الْبَدْءِ جِسْمًا لَا رُوحَ فِيهِ، ثُمَّ أَعَادَهُ اللّٰهُ جَسَدًا ذَا رُوحٍ، كَانَ مَوْصُوفًا بِوَجْهَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ، وَجَازَ بِذَالِكَ إِدْخَالُ «بَيْنَ» فِي وَصْفِهٖ، كَمَا جَاءَ الْحَدِيثُ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي ذَالِكَ .

''کسی نے کہا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے منسوب ایسی عبارت کیسے قبول کر لیتے ہیں، جب کہ آپ ﷺ تو افصح العرب ہیں۔ اس حدیث میں ایسا سیاق ہے، جسے تمام اہل لغت جائز نہیں مانتے۔ کیوں کہ ان کے نزدیک 'بین' کا لفظ دو چیزوں کے لیے ہوتا ہے نہ کہ ایک ہی چیز کے لیے۔ ہمارا جواب ہوگا کہ معترض کی بات درست ہے، لیکن جب ایک ہی چیز دو صفات کے ساتھ متصف ہو جائے، تو وہ چیز دو کے حکم میں ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ﴾ (الأنفال: ۲۴) (ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔) آدمی اور اس کا دل ایک ہی چیز ہے، لیکن جب دونوں کو علیحدہ علیحدہ صفات سے متصف کیا، تو دو الگ چیزوں کے حکم میں ہو گئے۔ اسی طرح ابتدا میں آدم علیہ السلام محض بے روح جسم تھے، پھر جسم میں روح پھونک دی گئی، تو آپ دو مختلف اوصاف سے متصف ہو گئے۔ یوں آپ کی صفت میں 'بین' کے

لفظ کا جواز ثابت ہو جاتا ہے۔جیسا کہ حدیث میں استعمال ہوا ہے۔''

(شرح مشكل الآثار : ٢٣/١٥)

اس حدیث کا تعلق تقدیر سے ہے،لوحِ محفوظ میں لکھا جانا مراد ہے۔جیسا کہ امام فریابی رحمہ اللہ نے اسے ''کتاب القدر'' میں ذکر کیا ہے۔جب کہ اس کے معنی میں ملحد اور زندیق صوفیوں نے تحریف وتبدیل سے کام لیا ہے۔

حدیث کے معنی میں غلطی:

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری صاحب (۱۳۵۲ھ) کہتے ہیں:

قَوْلُهٗ : (مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ : وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ إلخ) أَيْ كَانَ النَّبِيُّ (ص) نَبِيًّا وَجَرَتْ عَلَيْهِ أَحْكَامُ النُّبُوَّةِ مِنْ ذٰلِكَ الْحِينِ بِخِلَافِ الْأَنْبِيَاءِ السَّابِقِينَ، فَإِنَّ الْأَحْكَامَ جَرَتْ عَلَيْهِمْ بَّعْدَ الْبِعْثَةِ كَمَا قَالَ مَوْلَانَا الْجَامِيُّ أَنَّهٗ كَانَ نَبِيًّا قَبْلَ النَّشْأَةِ الْعُنْصَرِيَّةِ .

''حدیث (مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ : وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ إِلَخْ) کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے ہی نبی تھے اور آپ پر نبوت کے احکام جاری تھے۔دیگر انبیائے کرام کی یہ شان نہیں ہے، بلکہ ان پر نبوت کے احکام بعثت کے بعد جاری ہوئے۔جیسا کہ مولانا جامی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مادۂ عنصریہ کی پیدائش سے قبل ہی نبی تھے۔''

(العرف الشذي شرح سنن الترمذي : ٦/٥، ملفوظات علامه سيد انور شاه محدث كشميري از سيد احمد رضا بجنوری، ص : ٢٠٣، ٢٠٤)

تبصرہ:

مولانا کاشمیری کی بات قرآن و حدیث اور ائمہ دین کے متفقہ عقیدے کے خلاف ہے۔ یہ گمراہ صوفیاء کا نظریہ ہے کہ نبی کریم ﷺ مخلوق میں حقیقتاً موجود تھے اور نبی کریم ﷺ مبدءِ خلق ہیں۔ جیسا کہ؛

مشہور گمراہ صوفی، ابن عربی (۶۳۸ ھ) نے لکھا ہے۔

كُلُّ نَبِيٍّ مِّنْ لَّدُنْ آدَمَ إِلٰى آخِرِ نَبِيٍّ مَّا مِنْهُمْ أَحَدٌ يَّأْخُذُ إِلَّا مِنْ مِّشْكَاةِ خَاتَمِ النَّبِيِّينِ وَإِنْ تَأَخَّرَ وُجُودُ طِينَتِهِ فَإِنَّهٗ بِحَقِيقَتِهٖ مَوْجُودٌ، هُوَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ» وَغَيْرُهٗ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَاكَانَ نَبِيًّا إِلَّا حِينَ بُعِثَ .

''آدم علیہ السلام سے آخر الزماں پیغمبر تک سب آپ ﷺ کے چراغ سے ہی روشن ہوئے ہیں۔ گو آپ کے جسم کا وجود سب سے آخر میں ہے، آپ درحقیقت پہلے سے ہی موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان «كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ» کا یہی مفہوم ہے۔ جب کہ دیگر انبیائے کرام کو نبوت تب ہی ملی جب انہیں مبعوث کیا گیا۔''

(فصوص الحكم، ص: ٦٣، ٦٤)

انہیں سے متاثر ہو کر مولانا حسین احمد مدنی (م: ۱۳۷۷ھ) لکھتے ہیں:

''آپ (ﷺ) کو سب سے پہلے نبوت ملی۔'' (نقشِ حیات: ۱/۱۳۰)

تو ان لوگوں کی یہ بات گمراہی پر منتج ہوتی ہے۔ کیوں کہ اگر آپ ﷺ اس وقت ہی موجود ہوتے اور نبی ہوتے تو تمام انبیاء کو آپ ﷺ کی پیروی کرنا پڑتی، جب کہ اللہ نے انہیں اپنی اپنی شریعت کی پیروی کا حکم دیا گیا تھا۔ جیسا کہ انبیائے بنی اسرائیل کو تورات کی پیروی کا حکم دیا گیا تھا۔ دیکھیے (سورۃ المائدۃ، آیت نمبر۴۴)

اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِينَ﴾ (سورة آل عمران:٨١)

''یاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام سے پختہ عہد لیا کہ تمہیں کتاب وحکمت دے دینے کے بعد میرے رسول ﷺ تشریف لے آئیں، تو ان پر ایمان ضرور لائیے گا اور ان کی نصرت کیجئے گا۔ کیا آپ یہ وعدہ کرتے ہیں؟ سب نے کہا جی ہم یہ وعدہ کرتے ہیں۔ پختہ وعدہ؟ جی ہاں، پختہ وعدہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے ساتھ آپ بھی گواہ رہنا۔''

ابن عربی کی طرح علی بن عبد الکافی سبکی بھی اس حدیث کی غلط تعبیر یوں کرتے ہیں:

إِنْ قُلْتَ: أُرِيدُ أَنْ أَفْهَمَ ذٰلِكَ الْقَدْرَ الزَّائِدَ فَإِنَّ النُّبُوَّةَ وَصْفٌ لَّا بُدَّ أَنْ يَّكُونَ الْمَوْصُوفُ بِهِ مَوْجُودًا وَّإِنَّمَا يَكُونُ بَعْدَ بُلُوغِ أَرْبَعِينَ سَنَةً أَيْضًا. فَكَيْفَ يُوصَفُ بِهِ قَبْلَ وُجُودِهِ وَقَبْلَ

إِرْسَالِهِ فَإِنْ صَحَّ ذٰلِكَ فَغَيْرُهُ كَذٰلِكَ . قُلْتُ قَدْ جَاءَ أَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْأَرْوَاحَ قَبْلَ الْأَجْسَادِ فَقَدْ تَكُونُ الْإِشَارَةُ بِقَوْلِهِ : كُنْتُ نَبِيًّا إِلٰى رُوحِهِ الشَّرِيفَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلٰى حَقِيقَتِهِ وَالْحَقَائِقُ تَقْصُرُ عُقُولُنَا عَنْ مَّعْرِفَتِهَا وَإِنَّمَا يَعْلَمُهَا خَالِقُهَا، وَمَنْ أَمَدَّهُ بِنُورٍ إِلٰهِيٍّ . ثُمَّ إِنَّ تِلْكَ الْحَقَائِقَ يُؤْتِي اللّٰهُ كُلَّ حَقِيقَةٍ مِّنْهَا مَا يَشَاءُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي يَشَاءُ، فَحَقِيقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَّكُونُ مِنْ قَبْلِ خَلْقِ آدَمَ آتَاهَا اللّٰهُ ذٰلِكَ الْوَصْفَ بِأَنْ يَّكُونَ خَلَقَهَا مُتَهَيِّئَةً لِّذٰلِكَ وَأَفَاضَهُ عَلَيْهَا مِنْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ، فَصَارَ نَبِيًّا .

''اگر میں کہوں کہ آپ ﷺ کی شان اس وجہ سے بلند ہے کہ وصفِ نبوت موصوف (نبی کریم ﷺ) کے وجود کو مستلزم ہے، پھر نبوت چالیس برس بعد ملنے کا مطلب؟ اگر نبوت چالیس برس بعد ملی تو آپ ﷺ کو ابتداء سے شرفِ نبوت کے ساتھ متصف کیسے کیا جا سکتا ہے، جب کہ آپ ابھی پیدا ہوئے، نہ مبعوث ہوئے، اگر نبی ﷺ کے لئے یہ ممکن ہے، تو دیگر انبیاء کے لئے بھی ممکن ہے۔؟ عرض ہے کہ یہ بات تو طے ہے کہ ارواح کو اجساد سے پہلے پیدا کیا گیا تھا۔ لہٰذا (کنت نبیا) میں آپ ﷺ کی روح اور حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ حقائق تک ہماری عقل کی رسائی نہیں ہے، انہیں اللہ ہی جانتا ہے یا وہ جسے نورِ الٰہی کی تائید حاصل ہو، دوسرے یہ کہ اللہ جس حقیقت کو جب چاہتا

ہے، ظاہر کر دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حقیقت سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے موجود تھی۔ یہ حقیقت جسم کی صورت میں ظاہر ہوئی، تو اسے وصف نبوت عطا کر دیا گیا، پس آپ ﷺ نبی بن گئے۔''

(فتاویٰ السبکي : ۳۹/۱، الحاوي للفتاویٰ للسیوطي : ۱۲۱/۲، وفي نسخة ۱۰۰/۲)

اسی طرح علامہ عبدالرؤف مناوی (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ) نے بھی اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

(كُنْتُ نَبِيًّا) لَمْ يَقُلْ : كُنْتُ إِنْسَانًا وَّلَا كُنْتُ مَوْجُودًا إِشَارَةٌ إِلٰى أَنَّ نُبُوَّتَهٗ كَانَتْ مَوْجُودَةً فِي أَوَّلِ خَلْقِ الزَّمَانِ فِي عَالَمِ الْغَيْبِ دُونَ عَالَمِ الشَّهَادَةِ فَلَمَّا انْتَهَى الزَّمَانُ بِالِاسْمِ الْبَاطِنِ إِلٰى وُجُودِ جِسْمِهٖ وَارْتِبَاطِ الرُّوحِ بِهٖ انْتَقَلَ حُكْمُ الزَّمَانِ فِي جَرَيَانِهٖ إِلَى الِاسْمِ الظَّاهِرِ فَظَهَرَ بِذَاتِهٖ جِسْمًا وَّرُوحًا فَكَانَ الْحُكْمُ لَهٗ بَاطِنًا أَوْفِي كُلِّ مَا ظَهَرَ مِنَ الشَّرَائِعِ عَلٰى أَيْدِي الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ ثُمَّ صَارَ الْحُكْمُ لَهٗ ظَاهِرًا فَنُسِخَ كُلُّ شَرْعٍ أَبْرَزَهُ الِاسْمُ الْبَاطِنُ بِحُكْمِ الِاسْمِ الظَّاهِرِ لِبَيَانِ اخْتِلَافِ حُكْمِ الِاسْمَيْنِ وَإِنْ كَانَ الشَّرْعُ وَاحِدًا .

''«كُنْتُ نَبِيًّا» 'میں نبی بن گیا تھا' یہ نہیں کہا کہ میں انسانی وجود میں ڈھل گیا تھا، بلکہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی نبوت عالمِ غیب میں زندگی کی تخلیق سے قبل ہی موجود تھی۔ جب زمانے کو عالمِ باطن سے عالمِ جسم میں لایا

گیا اور روح کو جسم سے منسلک کر دیا گیا، تو زمانے کا باطن سے ظاہر کے نام سے تبادلہ ہو گیا۔ تو آپ ﷺ جسم و روح کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ اس سے قبل آپ کے لیے نبوت کا حکم باطنی تھا یا انبیاء کرام اور رسل عظام کی شریعتوں میں آپ کا حکم ظاہر تھا۔ پھر جب آپ کا حکم ظاہری ہوا، سابقہ تمام شریعتیں جن کے لئے آپ کی نبوت کا حکم باطنی تھا، اب ظاہر نام کے ساتھ منسوخ ہو گئیں، یہ صرف دو ناموں کے اختلاف کو بیان کیا گیا تھا، شریعت تو ایک ہی تھی۔''

(فيض القدير في شرح الجامع الصغير : ٥٣/٥، ح : ٦٤٢٤)

علم الغیب اور علم الشہادۃ کی اصطلاحات صوفیاء کی اصطلاحات مثلاً رموز واشارات اور اعتبار وغیرہ کی قبیل سے ہیں۔ یہ بدعی الفاظ ہیں فلاسفہ نے ایجاد کئے ہیں۔ ائمہ دین ان سے ناواقف تھے۔

حدیث کا درست معنی ومفہوم:

اس حدیث کا صحیح معنی ومطلب امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۲۳۸-۳۲۱ھ) نے یوں بیان کیا ہے:

أَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ» فَإِنَّهُ، وَإِنْ كَانَ حِينَئِذٍ نَّبِيًّا، فَقَدْ كَانَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَتَبَهُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ نَبِيًّا، ثُمَّ أَعَادَ اكْتِتَابَهُ إِيَّاهُ فِي الْوَقْتِ الْمَذْكُورِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، كَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَّعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا

عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ»(الأنبياء : ١٠٥)، وَكَانَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ كَتَبَ ذَالِكَ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ، ثُمَّ أَعَادَ اكْتِتَابَهٗ فِي الزَّبُورِ الْمُحَزَّبَةِ بَعْدَ ذَالِكَ، فَمِثْلُ ذَالِكَ اكْتِتَابُهٗ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ، بَعْدَ اكْتِتَابِهٖ إِيَّاهُ قَبْلَ ذَالِكَ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ أَنَّهٗ كَذَالِكَ .

''نبی کریم ﷺ کا فرمان«كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ»کامعنی یہ ہے کہ گوآپ اس وقت نبی تھے، اللہ نے لوح محفوظ میں آپ کو نبی لکھ دیا تھا، پھر دوبارہ اس وقت لکھا، جو وقت اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:«وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَّعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ»(الأنبياء:١٠٥)(ہم نے ایک بار ذکر کرنے بعد پھر دوبارہ زبور میں لکھ دیا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہی ہوں گے۔)اللہ تعالیٰ نے یہ حکم لوحِ محفوظ میں لکھا، بعد میں یہی حکم زبور میں بھی لکھ دیا۔ایسے ہی لوحِ محفوظ میں آپ ﷺ کی نبوت لکھ دینے کے بعد دوبارہ اس وقت لکھ دیا، جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مرحلے میں تھے۔''

(شرح مشكل الآثار : ٢٣١/١٥)

شیخ الاسلام،علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ(٦٦١-٧٢٨ھ)نے کیا خوب لکھا ہے:

لِهٰذَا يَغْلَطُ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ الَّذِي رَوَاهُ مَيْسَرَةُ قَالَ : (قُلْتُ :

يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتٰى كَنْتَ نَبِيًّا؟ وَفِي رِوَايَةٍ ﴿مَتٰى كُتِبْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ : وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ) . فَيَظُنُّونَ أَنَّ ذَاتَهُ وَنُبُوَّتَهُ وُجِدَتْ حِينَئِذٍ وَّهٰذَا جَهْلٌ فَإِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا نَبَّأَهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِينَ مِنْ عُمُرِهِ وَقَدْ قَالَ لَهُ : ﴿بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ﴾ وَقَالَ : ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ وَفِي الصَّحِيحَيْنِ ﴿أَنَّ الْمَلَكَ قَالَ لَهُ حِينَ جَاءَهُ : اِقْرَأْ فَقَالَ : (لَسْتُ بِقَارِيءٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) وَمَنْ قَالَ : إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ نَبِيًّا قَبْلَ أَنْ يُّوحٰى إِلَيْهِ فَهُوَ كَافِرٌ بِّاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ وَإِنَّمَا الْمَعْنٰى أَنَّ اللّٰهَ كَتَبَ نُبُوَّتَهُ فَأَظْهَرَهَا وَأَعْلَنَهَا بَعْدَ خَلْقِ جَسَدِ آدَمَ وَقَبْلَ نَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ كَمَا أَخْبَرَ أَنَّهُ يَكْتُبُ رِزْقَ الْمَوْلُودِ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ وَشَقَاوَتَهُ وَسَعَادَتَهُ بَعْدَ خَلْقِ جَسَدِهِ وَقَبْلَ نَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ كَمَا فِي حَدِيثِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ الَّذِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : (إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ) وَفِي رِوَايَةٍ (إِنِّي عَنْدَ اللّٰهِ لَمَكْتُوبٌ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُجَنْدَلٌ فِي طِينَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِأَوَّلِ ذٰلِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبُشْرٰى عِيسٰى وَرُؤْيَا أُمِّي رَأَتْ حِينَ وَلَدَتْنِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا

نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ) . وَكَثِيرٌ مِّنَ الْجُهَّالِ الْمُصَنِّفِينَ وَغَيْرِهِمْ يَرْوِيهِ (كُنْت نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ) (وَآدَمُ لَا مَاءَ وَلَا طِينَ) وَيَجْعَلُونَ ذٰلِكَ وُجُودَهُ بِعَيْنِهٖ وَآدَمُ لَمْ يَكُنْ بَيَّنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ بَلِ الْمَاءُ بَعْضُ الطِّينِ لَا مُقَابِلُهُ .

''اکثر لوگوں کو سیدنا میسرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث کے فہم میں غلطی لگی، جس میں ہے کہ: (قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتٰى كَنْتَ نَبِيًّا؟ وَفِي رِوَايَةٍ مَتٰى كُتِبْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ : وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ) 'میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (تقدیر میں) کب سے لکھا گیا کہ آپ نبی ہیں؟' ایک روایت میں ہے کہ آپ کو (تقدیر میں) نبی کب لکھا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'سیدنا آدم علیہ السلام ابھی روح وجسم کے مراحل میں تھے، میں نبی لکھ دیا گیا تھا۔' کہتے ہیں کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اور نبوت موجود تھی، یہ جہالت ہے، کیوں کہ اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس برس کی عمر میں نبی بنایا، ۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغَافِلِينَ) (ہم نے آپ پر یہ قرآن وحی کیا، آپ اس سے پہلے نا آشنا تھے۔) نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: (وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى) (اللہ نے آپ کو بے راہ پا کر سیدھے راستے کی راہنمائی فرمائی۔) صحیحین (صحیح البخاري: ۳، صحیح مسلم: ۱۶۰) میں ہے: غارِ حرا میں فرشتے نے آپ سے پڑھنے کو کہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: میں پڑھ نہیں سکتا۔ لہٰذا جو کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی سے پہلے ہی نبی تھے، وہ کافر ہے اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس حدیث کا درست

مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت لکھی، پھر سیدنا آدم علیہ السلام کے جسد کی تخلیق کے بعد اور روح پھونکنے سے پہلے اس نبوت کا اظہار و اعلان فرما دیا۔ جیسا کہ (صحیح البخاري : ۳۱۸، صحیح مسلم : ۲۶۴۵) میں ہے کہ بچہ کی تخلیق کے بعد اور روح پھونکنے سے پہلے اس کا رزق، موت، عمل، سعادت اور شقاوت لکھ دی جاتی ہے۔ نیز سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث (مسند احمد: ۳۷۹/۲۸) میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: 'میں اللہ کے ہاں 'خاتم النبیین' لکھ دیا گیا تھا۔' دوسری روایت میں ہے: 'میں اللہ کے حضور 'خاتم النبیین' لکھ دیا گیا تھا، جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں لیٹے ہوئے تھے۔ میں آپ کو ابتدا کی خبر دیتا ہوں، جو کہ دعوتِ ابراہیم، بشارتِ عیسیٰ علیہما السلام اور میری والدہ ماجدہ کی خواب کی روشن تعبیر تھی کہ جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا۔ ان سے ایک روشنی خارج ہوئی، جس نے شام کے محلات کو روشن کر دیا۔' کئی جاہلوں کا وطیرہ ہے کہ وہ (كُنْت نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ) (وَآدَمُ لَا مَاءَ وَلَا طِينَ) بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا شخصی وجود اس وقت بھی موجود تھا، جب کہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے، بلکہ پانی گارے کا کچھ حصہ ہے۔ لیکن گارے کا پانی سے کوئی تقابل نہیں۔''

(مجموع الفتاوٰی : ۲۸۲/۸، ۲۸۳)

تنبیہ نمبر ①:

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمُنْجَدِلٌ

فِي طِينَتِهِ، وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِأَوَّلِ ذٰلِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسٰى بِي، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ، وَكَذٰلِكَ أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ تَرَيْنَ .

''میں تقدیر الٰہی میں خاتم النبیین لکھ دیا گیا تھا، جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں گوندھے جا رہے تھے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا، عیسی علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں، نبیوں کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھتی ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٢٧/٤، التاريخ الكبير للبخاري : ٦٨/٦، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٤٠٤) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (٤١٨/٢) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (٤٥٨ھ) اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَرَادَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّهٗ كَذَالِكَ فِي قَضَاءِ اللّٰهِ وَتَقْدِيرِهٖ قَبْلَ أَنْ يَّكُونَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامِ .

''اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تقدیر میں آدم علیہ السلام سے پہلے نبی لکھ دیے گئے تھے۔''

(شعب الإيمان : ٥١٠/٢، تحت حديث : ١٣٢٢)

تنبیہ نمبر ②:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ، فَبُدِءَ بِي قَبْلَهُمْ .

''انبیائے کرام میں سے سب سے پہلے میری تخلیق ہوئی، لیکن مبعوث سب سے آخر میں ہوا ہوں، لہٰذا ان سے پہلے ابتدا مجھ سے کی گئی۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : ٣١١٦/٩، ح : ١٧٥٩٤، دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني : ٣، الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي : ٣٧٣/٣، الفوائد لتمام : ١٠٠٣، تفسير ابن أبي كثير : ٣٨٢/٦، سلامة)

تبصرہ:

سند دو وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

① قتادہ ''مدلس'' ہیں۔ سماع کی تصریح نہیں کی۔

② امام حسن بصری رحمہ اللہ بھی ''مدلس'' ہیں۔ ان کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔ جیسا کہ علامہ عینی حنفی (٧٦٢۔٨٥٥ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''جمہور کے نزدیک حسن بصری رحمہ اللہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔''

(عمدة القاري : ٢٧١/١، البناية : ١٨٢/١)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (٧٢٣۔٨٠٤ھ) فرماتے ہیں:

أَلْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، كَمَا قَالَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور کے مطابق حسن بصری رحمہ اللہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں

ہے۔''

(البدر المنير : ٤٤٥/٢)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعْ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ .

''جمہور کے نزدیک سماع ثابت نہیں۔''

(اللآلي المصنوعة : ٢٧/١)

تنبیہ نمبر ③:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَال : وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالجَسَدِ .

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی نبوت کب لکھی گئی؟ فرمایا: ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مراحل میں تھے۔''

(سنن الترمذي : ٣٦٠٩، المستدرك للحاكم : ٦٠٩/٢، دلائل النبوة للبيهقي : ٢٢٦/٢)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن صحیح غریب'' کہا ہے۔ حافظ مزی رحمہ اللہ (تحفۃ الاشراف: ۷/۱۱/۴) اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (البدایہ والنہایہ: ۳۲/۲) نے امام ترمذی رحمہ اللہ سے فقط ''حسن غریب'' ذکر کیا ہے۔

اس سند کے بارے میں امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا مُنْكَرٌ، هٰذَا مِنْ خَطَأِ الْأَوْزَاعِيِّ، يُخْطِيءُ كَثِيرًا عَلٰى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ.

''منکر' حدیث ہے۔ یہ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی غلطی ہے۔ آپ یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت میں بہت زیادہ غلطیوں کا شکار ہوئے۔''

(المنتخب من علل الخلال لابن قدامة المقدسي، ص : ۱۷۳، ح : ۹۳)

یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ زبردست ''مدلس'' بھی ہیں۔ سماع کی تصریح نہیں کی، لہٰذا سند ''ضعیف'' ہے۔

تنبیہ نمبر ④:

قتادہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ .

''میں تخلیق میں سب سے اول ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں۔''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد : ۱/۱۴۹)

تبصرہ:

یہ قول ''مرسل'' ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔ کیوں کہ قتادہ تابعی براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کررہے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اسی سند میں سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔ جب کہ دوسری سند میں محمد بن سلیم ابو ہلال راسبی بصری جمہور ائمہ کرام کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

تنبیہ نمبر ⑤:

كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ .

’’آدم علیہ السلام ابھی پانی اور گارے کے درمیان تھے کہ میں نبی بن چکا تھا۔‘‘

تبصرہ:

جھوٹ ہے۔علامہ سخاوی رحمہ اللہ (۸۳۱۔۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ نَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ، فَضْلًا عَنْ زِيَادَةِ : وَكُنْتُ نَبِيًّا وَّلَا آدَمُ وَّلَا مَاءَ وَلَا طِينَ .

’’«وَكُنْتُ نَبِيًّا وَلَا آدَمَ وَلَا مَاءَ وَلَا طِيْنَ»‘‘ کی زیادتی تو کجا،ہمیں تو ان الفاظ سے مروی حدیث بھی نہیں ملی۔‘‘

(المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة، ص : ۵۲۱)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۸۴۹۔۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ... وَزَادَ الْعَوَّامُ فِيهِ : وَكُنْتُ نَبِيًّا وَلَا أَرْضَ وَلَا مَاءَ وَلَا طِينَ . وَلَا أَصْلَ لَهُ أَيْضاً .

’’ان الفاظ سے کوئی حدیث نہیں ہے۔.....عوام نے اس میں’’«وَكُنْتُ نَبِيّاً وَّلَا أَرْضَ وَلَا مَاءَ وَلَا طِينَ»‘‘کے الفاظ کی بھی زیادتی کی ہے۔یہ بھی بے اصل روایت ہے۔‘‘

(الدُّرَر المنتثرة من الأحاديث المشتهرة، ص : ۱۶۳)

ملاعلی قاری (م:۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الزَّرْكَشِيُّ : لَاأَصْلَ لَهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ .

''علامہ زرکشی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ 'بے اصل' ہے۔''

(الموضوعات الصغریٰ، ص : ۱۴۲)

محمد طاہر پٹنی صاحب (۹۱۰-۹۸۶ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ : مَوْضُوعٌ، وَهُوَ كَمَا قَالَ .

''علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسے 'موضوع' کہتے ہیں۔ بات ایسے ہی ہے۔''

(تذکرۃ الموضوعات : ۸۶)

شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهُ : (كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ) فَلَا أَصْلَ لَهُ لَمْ يَرْوِهِ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَهُوَ بَاطِلٌ فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ إِذِ الطِّينُ مَاءٌ وَّتُرَابٌ وَّلٰكِنْ لَّمَّا خَلَقَ اللّٰهُ جَسَدَ آدَمَ قَبْلَ نَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ : كَتَبَ نُبُوَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدَّرَهَا .

''«كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ» والے الفاظ 'بے اصل' ہیں۔ محدثین میں سے کسی نے بھی یہ الفاظ بیان نہیں کیے۔ یہ 'باطل' حدیث ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام پانی اور گارے کے مرحلہ سے نہیں گزرے۔ کیوں کہ گارا پانی اور مٹی کے مجموعے کا نام ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب سیدنا آدم علیہ السلام کے جسم کی تخلیق فرمائی، تو ان میں روح پھونکنے سے پہلے ہی تقدیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت لکھ دی۔''

(مجموع الفتاویٰ : ۲/۲۳۸)

مزید فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا يَرْوِيهِ كَثِيرٌ مِّنَ الْجُهَّالِ وَالْإِتِّحَادِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَنَّهُ قَالَ : «كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءُ وَالطِّينِ وَآدَمُ لَا مَاءَ وَلَا طِينَ» فَهٰذَا مِمَّا لَا أَصْلَ لَهُ لَا مِنْ نَقْلٍ وَّلَا مِنْ عَقْلٍ فَإِنَّ أَحَدًا مِّنَ الْمُحَدِّثِينَ لَمْ يَذْكُرْهُ وَمَعْنَاهُ بَاطِلٌ فَإِنَّ آدَمَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ قَطُّ فَإِنَّ الطِّينَ مَاءٌ وَّتُرَابٌ وَّإِنَّمَا كَانَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ .

''"کنت نبیا وآدم بین الماء والطین وآدم لا ماء ولا طین' کو جاہل اور عقیدہ وحدۃ الوجود کے حاملین نے بیان کیا ہے۔ یہ بے اصل ہے۔ عقل ونقل میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ محدثین میں سے کسی نے اسے ذکر نہیں کیا۔ اس کا معنی باطل ہے، کیوں کہ آدم علیہ السلام پانی اور گارے کے مرحلے سے تو کبھی گزرے ہی نہیں، گارہ تو پانی اور مٹی کے مجموعے کا نام ہے۔ جب کہ آپ علیہ السلام تو روح وجسم کے مرحلے سے گزرے ہیں۔''

(الرد على البكري، ص : ٩، طبعة السلفية، ١٣٤٦ء)

تنبیہ نمبر ⑥:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ : يَا جِبْرِيلُ

كَمْ عُمُرُكَ مِنَ السِّنِينَ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَسْتُ أَعْلَمُ غَيْرَ أَنَّ فِي الْحِجَابِ الرَّابِعِ نَجْمًا يَّطْلُعُ فِي كُلِّ سَبْعِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مَرَّةً رَّأَيْتُهُ اثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ أَلْفَ مَرَّةٍ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : يَا جِبْرِيلُ وَعِزَّةِ رَبِّي أَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ .

''آپ ﷺ نے سیدنا جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: جبرائیل! آپ کی عمر کیا ہے؟ کہنے لگے: پتہ نہیں، اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے آسمان میں ایک ستارہ ہے۔ جو ستر ہزار سال بعد ایک دفعہ طلوع ہوتا ہے۔ میں نے اسے بہتر (۷۲) ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ فرمایا: میرے رب کی عزت کی قسم! وہ ستارہ میں ہی ہوں۔''

(السيرة الحلبية :43/1، روح البيان : ٥٤٣/٣، سورة التوبة تحت آيت : ١٢٨)

تبصرہ:

یہ روایت باطل ہے۔ اسے گھڑنے والا کوئی ملحد، زندیق اور دجال ہے۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر جھوٹ بولا ہے۔ اس جھوٹی و بے سروپا روایت کو ائمہ محدثین نے کتابوں میں ذکر تک نہیں کیا۔

اول ما خلق اللہ نوری!

ایک روایت جسے بعض جوانب سے بطور حجت ودلیل اور نبی کریم ﷺ کے نور ہونے پر بطور استدلال پیش کیا جاتا ہے، اس پر بعض گزارشات ملاحظہ ہوں۔

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي .

''اللہ کی اولین تخلیق میرا نور ہے۔'' یا؛

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورَ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ .

''سب سے پہلے اللہ نے تیرے نبی کا نور پیدا کیا اے جابر!''

تبصرہ:

اصول حدیث میں یہ باطل اور موضوع روایت ہے۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ .

''اس کی کوئی سند نہیں، جس پر اعتماد کیا جاسکے۔''

(الحاوي للفتاوي : ٣٢٥/١)

نیز لکھتے ہیں:

قُلْتُ : حَدِيثُ الْعَقْلِ مَوْضُوعٌ، وَالثَّلَاثَةُ الْأُخُرُ لَمْ تَرِدْ بِهٰذَا اللَّفْظِ فَاسْتَغْنٰى عَنِ التَّأْوِيلِ .

''میں کہتا ہوں کہ حدیث عقل تو موضوع ہے اور دوسری تین احادیث (جن میں أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي بھی ہے) ان الفاظ کے ساتھ سرے سے موجود ہی نہیں ہیں، تو تاویل کی ضرورت کہاں رہی۔''

(قوت المغتذي على جامع التّرمذي : ٥١٦/١)

اندازہ ہے کہ اس روایت کو ابن عربی (638ھ) نے جو کہ ایک ملحد اور غالی صوفی تھا، نے خود گھڑ کر امام عبدالرزاق کی طرف منسوب کر دیا ہے اور بعد والوں نے بغیر تحقیق کے امام عبدالرزاق کی طرف اس کا انتساب کر دیا ہے، یہ ان کی واضح خطا ہے۔

ہمارے دور میں بعض لوگوں نے مصنف عبدالرزاق کا ایک جھوٹا جزءمفقود دریافت کیا ہے، اس میں یہ روایت موجود ہے اور جن لوگوں نے یہ روایت امام عبدالرزاق کی طرف منسوب کی ان کے بیان کردہ الفاظ اور جزءمفقود نامی کتاب کے الفاظ ایک دوسرے سے مماثل نہیں ہیں، بلکہ ان میں فرق ہے، یہ روایت مصنف عبدالرزاق تو کجا متقدمین ائمہ دین کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ جزءمفقود کی سند میں عبدالرزاق کی تدلیس موجود ہے، لہٰذا اس بنیاد پر یہ سند بھی ''ضعیف'' ہے۔

حافظ سیوطی جیسا معروف ناقل حدیث بھی اس کی سند سے واقف نہیں ہو سکا، بلکہ واشگاف الفاظ میں اعتراف کرتا ہے کہ یہ روایت سرے سے موجود ہی نہیں، یہ روایت اگر مصنف عبدالرزاق میں ہوتی تو اہل علم ضرور بالضرور اسے ذکر کرتے۔ اسی طرح یہ دوسری روایات صحیحہ اور قرآن اور اجماع کے بھی خلاف ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁